ترکی ادب کی اجمالی تاریخ

از مولوی حافظ سید رشید احمد صاحب ارشد۔ بی۔ اے مولوی فاضل ومنشی فاضل

یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ ترکی زبان اپنے وطن سے دور جا کر غیر ملک میں بارآور ہوئی۔ اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب ترکوں نے ایشیائے کوچک میں اپنی حکومت قائم کی تو وہاں کے ایک حاکم امیر قرمان نے جو قونیہ کا حاکم اور شیخ نورالدینؒ صوفی کا بیٹا تھا اپنے علاقے میں ترکی زبان کو پہلے پہل سرکاری زبان قرار دیا۔ اس سے پیشتر وہاں فارسی حکومت کی سرکاری زبان اور عربی دینی وعلمی زبان تھی۔ سرکاری زبان بنتے ہی اس علاقے میں جسے آج کل "مملکت ترکیہ" یا ٹرکی کے نام سے پکارا جاتا ہے ترکی زبان پھیلنی شروع ہوئی اس کے بعد خاندان عثمانیہ کے زیر سایہ اس نے علمی وادبی زبان بننے کا رنگ وڈھنگ اختیار کرنا شروع کیا۔ ورنہ اس سے پیشتر اپنے اصلی وطن ترکستان میں یہ محض بول چال کی زبان کی حیثیت رکھتی تھی۔

قدیم ترکی ادب دوسری زبانوں کے قدیم لٹریچر کی طرح ترکی ادبیات کا قدیم سرمایہ بھی محفوظ نہیں ہے اور نہ تاریخی معلومات کی روشنی میں اسلام سے قبل ترکی ادب کی کسی تصنیف کا پتہ چلتا ہے۔ اسلامی عہد میں بھی کافی عرصہ تک ترکی زبان میں کوئی علمی وادبی تصنیف نہیں کی گئی۔ اس کا قدیم ترین سرمایہ کچھ نظمیں ہیں جو چند بزرگوں نے تصوف واخلاق پر لکھی تھیں۔ ان میں سے ایک بزرگ احمد یسوئی ہیں۔ جنھوں نے لہجہ خاقانیہ میں اپنی نظمیں ترکی میں لکھی تھیں۔ صاحب موصوف طریقہ یسوئین کے بانی تھے۔ ترکی کے دوسرے لہجہ "آغوزیہ" میں قدیم ترین نظمیں سلطان ولاد بہاء الدین کی ہیں جو حضرت مولانا جلال الدین رومی کے صاحبزادے تھے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ ان کے والد مولانا رومی فارسی شاعری کے آفتاب بن کر چمکے اور بیٹے ترکی شاعری کے خورشید درخشاں بنے جس کی کرنیں

ہمیشہ ترکی شاعری کو منور کرتی رہیں گی۔

بہرحال اسی طرح ترکی شاعری کی بنیاد مبارک ہاتھوں سے تصوف پر قائم ہوئی اور ان کے بعد کے قدیم شعرا ترکی زبان میں صوفیانہ اشعار لکھتے رہے۔ اور فارسی اور عربی کے وسیع سرمایہ سے فائدہ اٹھاکر انھوں نے ترکی زبان میں سلاست و روانی پاکیزگی اور بلند خیالی پیدا کی۔ ان دونوں شاعروں کے برخلاف ایک اور قدیمی شاعر یونس نے عوام کی بول چال میں انہی کی ذہنیت کے مطابق چند نظمیں لکھی تھیں اور وہ بھی ترکی ادب کا قدیم ترین سرمایہ ہیں۔ جن میں عوام کے خیالات کی ترجمانی کی گئی ہے۔

قدیم شعرا میں عاشق پاشا بھی مشہور شاعر تھے اور ایک شاعر غازی فاضل نے سلیمان بن ارخان کے معرکہ گیلی پولی اور دیگر کارناموں پر رزمیہ نظمیں لکھکر ترکی زبان میں رزمیہ شاعری کی بنیاد ڈالی۔ شیخ کرمیاں نے فارسی کی عاشقانہ مثنویوں کی طرز پر محمد اول و مراد کے زمانے میں مثنوی شیریں فرہاد لکھی۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد یزیجی اوغلو نے "محمدیہ" کے عنوان سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ اور تاریخی حالات پر ایک تاریخی مثنوی تحریر کی اور اس طرح مختلف اصناف کی مثنویوں کے ذریعہ ترکی شاعری کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔

لیکن ابھی تک ترکی غزل گوئی کو کسی نے معراج کمال پر نہ پہنچایا تھا۔ تاہم اس سلسلہ میں ایک تاتاری شہزادہ علی شیر نوائی نے بہت شہرت حاصل کی۔ وہ نہایت عمدہ غزل گو شاعر تھا۔ مگر جس شخص نے ترکی غزل گوئی کا بہترین طریقہ نکالا۔ وہ محمد ثانی کا وزیر احمد پاشا تھا۔ اب ترکی شاعری سلطانی دربار میں پہنچکر امراو وزرا نیز سلاطین و خلفا کے تفنن طبع کا ذریعہ بن گئی تھی۔ چنانچہ تمام خلفاء عثمانیہ شعروادب کا نہایت عمدہ مذاق رکھتے تھے اور عام طور پر اکثر سلاطین خود بھی شعر کہتے تھے مگر ان تمام سلاطینِ عثمانیہ میں جس سلطان کے اشعار بلند ترین درجے پر پہنچے ہوئے تھے وہ سلطان سلیم اول مشہور فاتح تھا۔ اس کا دور ادبی اور علمی حیثیت سے بھی نہایت کامیاب تھا۔ اسی کے زمانے میں کمال پاشازادہ نے ترکی میں یوسف زلیخا تحریر کی۔ اور گلستاں کے جواب میں "نگارستان" لکھی۔ کمال پاشازادہ کا ایک ہمعصر مسیحی شاعر تھا۔ اس نے ترکی میں بہاریہ نظمیں لکھکر ایرانی شاعری کا بہاریہ رنگ اور اس کا رنگین ماحول پیدا کیا۔

ترکی نثر کا آغاز | یہ عجیب اتفاق ہے کہ ہر زبان میں نثر سے پہلے نظم کا ذخیرہ تیار ہوتا ہے اور کافی عرصہ کے بعد نثر کا آغاز ہوتا ہے۔ بعینہ یہی ترکی نثر کا حال ہے۔ کیونکہ یہاں بھی قدیم نظموں کا کافی ذخیرہ ہو جانے کے بعد ترکی نثر کی طرف معمولی طریقے سے توجہ کی گئی۔ چنانچہ دیگر زبانوں کی طرح ترکی نثر کا آغاز بھی قصہ کہانیوں سے ہوتا ہے اس کے قدیم ترین نمونے شیخ زادہ اور سنان پاشا کی تصانیف ہیں۔ شیخ زادہ نے ترکی میں چالیس وزیروں کی کہانی تحریر کی اور اس کتاب کو مراد ثانی کی خدمت میں پیش کیا۔ سنان پاشا نے بھی جو محمد فاتح کا وزیر تھا۔ نثر میں ایک کتاب تحریر کر کے نثر نگاری کا ایک عمدہ نمونہ قائم کیا۔ اس کا ۱۴۸۱ء میں انتقال ہوا۔

ان کے بعد ترکی نثر میں کافی کتابیں تحریر ہوئیں جن میں سے لائق ذکر قدیم تصانیف اور قدیم نثر نگار یہ ہیں۔ (۱) علی چلپی نے انوار سہیلی کا ترجمہ کر کے "ہمایوں نامہ" کے نام سے سلیمان اول کی خدمت میں پیش کیا جو بہت مقبول ہوا۔ (۲) سعد الدین اتالیق مراد ثالث المتوفی ۱۵۹۹ء نے عثمانی خاندان کی ایک مفصل تاریخ ترکی نثر میں تحریر کی۔ جس میں ابتداء سے لیکر سلیم اول تک کے تاریخی حالات مندرج تھے۔ اس کا نام تاج التواریخ تھا۔ اس تاریخی تصنیف سے ترکی ادب میں عمدہ تاریخ نگاری کا آغاز ہوا۔ جس کی بڑی حد تک تقلید کی گئی۔ اس کے بعد نعیمات نے تاریخ عثمانی کے نام سے ایک تاریخی کتاب لکھی۔ اس کا زمانہ ۱۵۹۲ء تا ۱۶۵۹ء تھا۔ اور اس کی تاریخ میں اپنے پیشرو سے زیادہ سادہ گوئی اور دلچسپی پائی جاتی ہے۔ محمد رابع کے زمانے میں ایک مشہور ترکی سیاح "اولیا" نے اپنی سیر و سیاحت کا حال ایک سفرنامے میں تحریر کیا تھا اور اس طرح ترکی ادب میں سفرنامے کی صنف کا آغاز کیا۔

طاش کبری زادہ بھی ترکی زبان کا مشہور عالم و فاضل تھا اس نے فقہا و مشائخ کی سوانح حیات تحریر کی۔ یہ کتاب تاریخ و سیرت میں نہایت اہمیت رکھتی ہے اور آنے والے مورخوں کے لئے ماخذ کا کام دیتی ہے۔ ایک دوسرے عالم عطاء اللہ نے بھی اس قسم کی ایک کتاب تحریر کی تھی۔ مگر وہ زیادہ مقبول نہیں ہوئی۔

آخر میں ترکی قوم میں ایک بڑے مصنف و مورخ کا ظہور ہوا۔ جو حاجی خلیفہ کے نام سے مشہور ہے

اس نے کشف الظنون کے نام سے عربی، فارسی اور ترکی کے مصنفین اور ان کی تصنیفات پر ایک بسوط کتاب تحریر کی جو ان زبانوں کی تصنیفات کا حال معلوم کرنے میں اب تک محققین کے لئے شمع راہ بنی ہوئی ہے۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔ لیکن اس کے ذریعے بے شمار ترکی تصانیف کا پتہ چلتا ہے علاوہ ازیں اس نے ترکی زبان میں بھی اس قسم کی متعدد کتابیں تحریر کیں۔ جن کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء میں انتقال ہوا مگر اس کی کتابوں کی طباعت اس وقت ہوئی جب ہنگری کے ایک صاحب نے عربی لغت صحاح جوہری کا ترکی میں ترجمہ کیا جو ۱۱۴۱ھ/۱۷۲۸ء میں ہوا۔

قدیم دور کے شعرار | سلیمان اعظم کے زمانے میں ترکی شاعری نے اس قدر ترقی کرلی تھی کہ اگر ہم مشہور شعرار کے نام گنائیں تو ایک طویل فہرست تیار ہو جائے گی۔ تاہم مشہور ترین شعرار یہ ہیں۔ (۱) محمد بن سلمان بغدادی المعروف بہ فضولی۔ (۲) باقی (۳) نیفی (۴) نابی (۵) ندیم (۶) شیخ غالب مولوی (۷) نفیسی شاعرہ۔

محمد بن سلیمان فضولی نے دراصل بغداد میں نشو ونما پائی تھی۔ اور وہ کافی عرصہ تک بغداد میں رہا تھا۔ وہ عربی فارسی کا متبحر عالم تھا لیکن اس نے ترکی زبان ہی میں شعر کہنا پسند کیا۔ اس کا شمار ترکی شعرار کے طبقہ اول میں ہے۔ وہ سلیمان کا ہمعصر تھا۔ اس کے متعلق ترکوں کے مایۂ ناز ادیب اسمٰعیل حبیب نے اپنی کتاب ترکی ادبیات کی جدید تاریخ میں یہ رائے زنی کی ہے " وہ جذبات رنج وغم کا بہترین مصور ہے" اس کا انتقال ۹۶۳ھ/۱۵۶۳ء میں ہوا۔

باقی کا عہد ۹۳۳ھ سے ۱۰۰۸ھ/۱۵۹۹ء تک رہا وہ بہت بڑا عالم تھا۔ مرثیہ نگاری میں اس نے کافی شہرت حاصل کی اور بقول اسمٰعیل حبیب اس نے اپنی شاعری سے لوگوں میں احساس غیرت اور عیب بینی کا جوہر پیدا کیا۔

نیفی ارض روم کا باشندہ تھا۔ قصیدہ گوئی میں اس نے کافی شہرت حاصل کی اور اپنی قدرت زبان وبیان کا ثبوت دیا۔ اہلِ ذوق شعرائے قدیم میں اسے دوسرے درجہ پر شمار کرتے ہیں۔ یہ احمد اول کے زمانہ میں ہوا تھا۔

نابی ترکی زبان کا مشہور غزل گو شاعر تھا۔ جس نے مشہور فارسی شاعر صائب کے رنگ میں

غزل گوئی اختیار کی اور اسی وجہ سے اس کے کلام میں صائب کا رنگ صاف نمایاں ہے اس نے ابراہیم اور محمد رابع دونوں کا زمانہ دیکھا تھا۔

ندیم احمد اول کے زمانہ سے احمد ثالث کے زمانے تک زندہ رہا۔ یہ مقبول شاعر تھا ترکی شاعری میں اس کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ اسمٰعیل حبیب اس کے متعلق لکھتا ہے" اس کی شاعری میں نشاط و طرب کی روح حالت وجد تک پہنچ گئی تھی"۔

• نفیسی شاعرہ سلطان مراد رابع (۱۰۳۲ھ سے ۱۰۴۹ھ تک) کی مصاحبۂ خاص تھی اور قدیم شعرگو خواتین میں وہی ایسی خاتون ہے جس نے ترکی ادب میں لافانی شہرت حاصل کی۔ نقاد ندکور اس کے متعلق ان الفاظ میں رائے زنی کرتا ہے" وہ ایسی آبشار تھی جس میں شان و شوکت اور عظمت کی لہریں تلاطم خیز تھیں"۔

شیخ غالب مولوی سلیم ثالث کے زمانے کا شاعر تھا۔ وہ ۱۱۷۱ھ سے ۱۲۱۳ھ تک زندہ تھا "حسن عشق" اس کا شاہکار ہے اس نے شعرگوئی کے لئے ایک نئی طرز نکالی۔ ترکی نقادوں کی رائے میں شعرائے قدیم میں اس کا درجہ چوتھے درجے پر ہے اس کی شاعری میں رنگ رنگ کے خیالات کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

مذکورہ بالا ممتاز ترین شعرا کے علاوہ روحی۔ لامعی۔ نوائی۔ یحییٰ بیگ۔ مفتی ابوسعود۔ بالغ۔ نورس۔ حشمت۔ مبتلی زادہ۔ وہبی۔ پرتو۔ نصعت بھی قدیم شعرا میں اپنی طرز کے مشہور شاعر ہیں۔

دور متوسط کے شعرا قدیم شعرا کے بعد کا زمانہ حقیقت میں دور عبوری ہے۔ جس میں مغربی ادبیات کا اثر ترکی ادب پر زیادہ نمایاں ہونے لگا ہے مگر اس سے پیشتر مغربی تہذیب و تمدن نے یہ اثر ڈالا تھا کہ یورپ کی تیز روشنی کے سامنے ترکی شعرا کی شعر و شاعری کی دلچسپیاں تقریباً ماند پڑ گئیں۔ یہاں تک کہ بالآخر ترکی شاعری مردہ ہوگئی۔ اور ترکی ادب کی ترقی رک گئی۔ کیونکہ نوجوان ترک دوسری قدیم چیزوں کی طرح قدیم طرز شاعری کو فرسودہ سمجھکر چھوڑ چلے تھے۔ ایسی حالت میں شعر و شاعری میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ۱۲۴۱ء میں سلطان محمود ثانی نے نوجوانان ترک کو یورپ کی نظموں کا ترکی میں ترجمہ کرنے کی طرف مائل کیا۔ اس تحریک نے ترکی شاعروں میں پھر دلچسپی پیدا کی اور نوجوان شعرا کو مغربی شعرا کی بہترین نظموں کا ترکی زبان میں منتقل کرنے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی۔ مگر دور انحطاط کے بعد ادبی و علمی انقلاب بھی

اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا جب تک کہ سیاسی انقلاب کے لئے کامیاب جدوجہد نہ کی جائے۔ کیونکہ اسی انقلابی جدوجہد میں قومیں ایک نئے ادب کی بنیاد قائم کرتی ہیں۔ چنانچہ اسی اصول کے ماتحت جب رشید پاشا نے جو سلطان عبدالمجید کے زمانہ میں صدر اعظم تھے۔ سیاسی انقلاب کے لئے جدوجہد شروع کی۔ اس وقت ترکی ادب میں بھی ایک نئی زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اس ادبی انقلاب کی خود رشید پاشا نے بھی حمایت کی۔ مگر سیاسی مصروفیات کی بنا پر وہ ادبی تحریک کے علمبردار نہیں بن سکے۔ اس لئے ادبی تحریک کی قیادت عاکف پاشا اور شناسی آفندی نے سنبھالی۔

عاکف پاشا ۱۸۱۰ء سے ۱۸۶۱ء تک زندہ رہے اور اپنی مسلسل سرگرمیوں کے ذریعے نئے دور کے لئے موافق زمین تیار کرگئے۔ وہ ایک جادو بیان شاعر تھے۔ انھوں نے ترکی شاعری کا قالب بدلا۔ اور اس میں نئی روح پیدا کی۔ ان کے بعد شناسی آفندی نے اس تحریک کو اور زیادہ ترقی دی۔ چونکہ انھوں نے فرانسیسی زبان کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی اور فرانسیسی شعرا ءو ادبا سے ذاتی طور پر استفادہ کیا تھا۔ اس بنا پر انھوں نے ترکی ادبیات کو بھی اسی سانچہ میں ڈھالنا چاہا۔ چنانچہ انھوں نے فرانسیسی شعرا کی نظموں کا ترجمہ ۱۸۵۹ء میں شائع کیا۔ اور شستہ ادبی صحافت کی بنیاد ڈالی۔ اس طرح انھوں نے ترکی نثر اور انشا پردازی کو مہمل بدائع اور لفاظی سے نجات دی۔

اگر شناسی کو سیاسی مصروفیات اور وطنی تحریکات مہلت دیتیں تو وہ ترکی ادب میں اپنی تصانیف کا لافانی ذخیرہ چھوڑ جاتے۔ لیکن افسوس ہے وہ اپنے قلم سے ترکی ادب کی زیادہ خدمت نہ کرسکے۔ تاہم انھوں نے اپنی پرجوش تحریکات سے اپنے تلامذہ اور رفقا کی ایسی مخلص جماعت تیار کرلی تھی۔ جنھوں نے ان کے مشن کو کامیاب بنایا۔ اور ترکی نظم و نثر کا قالب بدل کر انھیں نئے روپ میں سجایا۔ ان کے رسائل "ترجمانِ احوال" اور "تصویر افکار" نے اس انقلابی تحریک میں زبردست کام انجام دیا تھا۔

عاکف پاشا کے علاوہ ادہم پاشا نے بھی ترکی شاعری کے تن مردہ میں جان ڈالی۔ نیز شناسی کے مخصوص شاگرد ضیا پاشا نے ترکی شاعری کو ایسے قدیم اسلوب میں ڈھالا جو دورِ حاضر کے مطابق تھا۔ انھوں نے قدیم وجدید روش کی آمیزش ایسی خوش اسلوبی سے کی تھی کہ دونوں طرف کے حامی اس کو پسند

کرتے تھے۔ ضیا پاشا ۱۲۴۳ء سے ۱۲۹۰ء تک زندہ رہے۔ دورِ متوسط کے دیگر شعرا میں فاضل بے، وآصف عزت ملا۔ پرتو پاشا۔ فتنہ، شاعرہ، لیلی بھی مشہور شاعر تھے۔

دورِ جدید شناسی اور عاکف پاشا نے ترکی شاعری، انشا پردازی اور صحافت میں انقلاب پیدا کرنے کی جو تحریک شروع کی تھی وہ دورِ جدید میں بار آور ہوئی۔ چنانچہ ادب کی ہر صنف میں تبدیلی ہوئی اور نئے اصناف کو ترکی زبان میں روشناس کیا گیا۔ اس بارے میں ترکی صحافت اور سیاسی انقلابوں سے بہت مدد پہنچائی۔ اس دورِ جدید کو کامیاب بنانے کا سہرا شناسی کے تلمیذِ خاص نامق کمال بک کے سر ہے جو اس دور کا سالارِ کارواں تھا۔ اس نے ترکی شاعری، ڈراما اور انشا پردازی یعنی ہر صنف کو بام بلند تک پہنچایا۔ خوش قسمتی سے اس مایۂ ناز ادیب کے چند ادبی شاہکار جناب سجاد حیدر صاحب یلدرم کی کوششوں سے اردو زبان میں منتقل ہو گئے ہیں۔

تقریباً اسی زمانے میں یوسف کمال نے چند مغربی ناولوں کو ترکی میں منتقل کر کے اس صنف کو ترکوں میں مقبول بنایا۔ اور احمد مدحت نے ترکی معاشرت پر فسانے لکھکر قومی فسانوں کی بنیاد ڈالی۔ اسی طرح احمد رفیق پاشا نے ۱۸۶۹ء میں فرانس کے مشہور ڈرامہ نویس مولیسر کے تین ڈراموں کا نمونہ پیش کیا۔ سب سے بڑھ کر یہ ہوا کہ ترکی کے بہترین شاعر عبدالحق حامد نے ترکی میں خود ساختہ منظوم ڈرامے تحریر کئے۔

بہترین شاعر عبدالحق حامد اس دور کا بہترین شاعر تھا۔ وہ ۱۲۶۷ء میں پیدا ہوا۔ اس کے متعلق مشہور نقاد اسمٰعیل جبیب کی یہ رائے ہے "اس میں ترکی ادبیات کے دورِ اول کے شعراء کے کلام کا عکس صحیح انداز میں موجود ہے۔ اور ایرانی شعرا میں سے حافظ، سعدی، فردوسی، خیام کا تخیل اور مغربی شعرا میں کورنی، راسین، ہیگو اور شکسپیر کے کلام کی روح موجود ہے۔" ان الفاظ کے بعد حامد کے متعلق اور کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ترکوں کا مایۂ ناز شاعر ہے۔ چنانچہ اسمٰعیل جبیب نے اپنی کتاب "ترکی ادبیات کی جدید تاریخ" کے ۱۱۵ صفحوں میں محض حامد کی شاعری پر تبصرہ کیا ہے۔

محمد امین بھی اس دور کا مشہور شاعر ہے وہ مذہبی شاعر کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس نے مذہبِ اسلام کی حمایت میں پرجوش نظمیں لکھی تھیں۔ وہ شاعرِ عوام بھی ہے کیونکہ اس نے عوام کے خیالات کی ترجمانی کی تھی

اوران میں ہر دل عزیز تھا اس کی شاعری کا اثر مدتوں تک نئے شعرا پر رہا۔

دورِ جدید کے دیگر شعرا و ادبا مندرجہ ذیل ہیں۔ اکرام (۱۲۶۳ء۔ ۱۳۳۱ء) علی حبیب۔ عمر سیف الدین
شہاب الدین، نگار خانم شاعرہ۔ (۱۸۱۷ء۔ ۱۹۱۸ء) محمد رؤف جو ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوا۔ یعقوب قدری۔
جس کی پیدائش ۱۸۸۸ء میں ہوئی۔ حسین جاہد جو ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوا۔ خالد ضیا اور توفیق فکرت بھی بڑے
بلند پایہ شاعر تھے۔ ان کے طرز بیان و فکر کی نوجوان شعرا نے پیروی کی اور مدتوں تک ان کا مقرر کردہ
معیار نوجوان شعرا و ادبا کے لئے مشعل راہ بنا رہا۔

ادبیاتِ ملّی | جنگِ عظیم کے اختتام پر ترکی میں جو انقلاب ہوا۔ اس سے ایک قومی و ملی تحریک پیدا ہوئی
جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاطینی رسم الخط کا اجرا ہوا۔ اور عربی و فارسی کے الفاظ خارج کرنے کی بتدریج کوشش
کی گئی۔ اس کمالی دور میں جو ادب پیدا ہو وہ "ادبیاتِ ملّی" کے نام سے موسوم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ
یہ دورِ جدید جس کا ابھی ہم نے ذکر کیا ۱۹۰۸ء کے انقلابِ جمہوریت کا نتیجہ تھا جس میں نامق کمال بک
اور عبدالحق حامد کا تتبع کیا گیا۔ اس کے بعد ایک اہم ادبی انجمن "فجر آتی" کے نام سے قائم ہوئی۔ جس کے
ارکان نے ابتدا میں توفیق فکرت اور خالد ضیا کے طرز کی پیروی کی۔ لیکن ان کی زیادہ تعداد بعد میں
قومی ادب کی تحریک میں جذب ہوگئی۔ اس ادبی حلقہ کا ملک کے ادب پر بڑا اثر تھا۔ اور یہی قومی ادب کا
پیش خیمہ ثابت ہوا۔ لیکن اس کے باوجود تین شاعروں نے اپنا اپنا مخصوص طرز قائم رکھا۔ ان میں
سے احمد ہاشم قدیم قواعد عروضی کا سختی سے پابند رہا۔ وہ موسیقی اور شاعری کے باہمی رشتے کے
متعلق بھی مخصوص خیالات رکھتا تھا۔ دوسرا شاعر یحییٰ کمال تھا۔ جو ۱۹۱۲ء کے بعد کافی مقبول ہوا
ادبی نقطہ نگاہ سے اس کے خیالات احمد ہاشم سے مختلف تھے وہ اپنے اشعار میں موسیقیت پیدا
کرنے کے لئے نئے نئے راستے نکالتا تھا۔ تیسرا شاعر محمد عاکف تھا۔ یہ قومی شاعری کے اثر سے
بالکل بچا رہا۔ یہ اتحادِ اسلامی کا حامی اور قدیم قواعد عروض کا بے مثل عالم تھا۔ یہ مغربی اثرات
سے بالکل متاثر نہیں ہوا۔ تاہم وہ آسان زبان میں اپنے ہموطنوں کی زندگی کی حقیقی تصویر کھینچنے میں
میں کامیاب رہا۔ اس کی غزلیات میں بلند خیالات پائے جاتے ہیں۔ وہ شاعر جمہور تھا اور جمہوری کی

حوصلہ افزائی نے اس کو بلند مرتبہ پر پہنچایا۔

ضیا گوک الپ ادبیات ملی کی تحریک نے مختلف ادبی انجمنوں اور ان کی تحریکوں سے تقویت حاصل کی اور خاص کر رسالہ "قلمکر" اور "ترک یرودٗ" نے اس بارے میں زبردست کام سرانجام دیا۔ رفتہ رفتہ جنگ بلقان کے اختتام پر اس تحریک نے بہت زور پکڑا۔ اس وقت اس تحریک کا روحِ رواں ضیا گوک الپ تھا جو بہت بڑا فلسفی ادیب و شاعر تھا وہ اپنے یونیورسٹی کے مقالات، تقاریر، مضامین اور نظموں کی بنا پر نوجوانانِ وطن میں کافی رسوخ رکھتا تھا۔ اس لئے اس نے ادبیات ملی کی تحریک کو جنگ بلقان سے لیکر جنگِ عظیم کے اختتام تک نہایت تندہی سے چلایا۔ جنگِ عظیم کے اختتام پر وہ مالٹا میں جلاوطن کردیا گیا اور اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد وہ فوت ہوگیا۔ اس کی تعلیم کا خلاصہ اس کی کتاب "جولویین اساس لری" میں مل سکتا ہے جو انگورہ میں ۱۹۲۳ء مطابق ۱۳۳۹ھ میں طبع ہوئی تھی۔

ادبیات ملی کی تحریک کے کامیاب ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی ادب بہت وسیع اور عام فہم ہوگیا اور ہر قسم کے لوگوں کی زندگی کا آئینہ دار بن گیا۔ اس طرح ہر قسم کے خیالات ترکی ادب میں ادا ہونے لگے۔ یہاں تک کہ ترکی ادب کی ندرت بیان اور نزاکت تخیل کی تمام زبانوں میں شہرت ہوگئی اور ترکی زبان بھی دیگر ترقی یافتہ مغربی زبانوں کی برابری کی دعویدار بن گئی۔

اس تحریک کے شعرا میں فاروق نافذ اول درجے پر ہے۔ اس نے اپنی آخری نظموں میں اناطولیہ کے مناظر پیش کئے ہیں اس کے بعد سفی، انیس بہیج، یوسف ضیا، خالد فخری، نجیب فاضل اس بہترین دور کے مشہور شعرا ہیں۔ ان تمام شعرا پر ضیا گوک اور یحییٰ کمال کا اثر نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔

جدید نثر نگار عہدِ حاضر میں نثر نگار کی حیثیت سے خالدہ ادیب خانم کی ممتاز ترین شخصیت ہے، انھوں نے ابتدائی ناولوں اور فسانوں کے بعد "آتشدان گیوملق" کے طرز کی کتابیں تحریر کرنی شروع کیں۔ جن میں اناطولیہ کی جدوجہد آزادی کا نقشہ کھینچا گیا تھا۔ جوانمرگ عمر سیف الدین بھی اعلیٰ پایہ کے مختصر فسانے چھوڑ گیا ہے جن میں چند ایک مثلاً "بومبا" ادب ملی کے شاہکار ہیں۔ رفیق خالد نہایت آسان زبان میں لکھتا ہے وہ اپنی کتاب "مملکت حکایت لری" میں اناطولیہ کی زندگی کو آشکارا کرتا ہے۔

اور ایک حقیقت نگار انشا پرداز ہے۔ یعقوب قدری اپنے ناولوں میں ایک طنز نگار اور صوفی شاعر معلوم ہوتا ہے۔ فاتح رفقی اور روشن اشرف بھی مشہور نثر نگار ہیں۔ ناول نویسوں میں رشاد نوری نے اپنے ناول "قلی قوشو" کی وجہ سے کافی شہرت حاصل کرلی ہے۔ بہرحال ترکی کے جدید فسانہ نویسوں نے ایک خاص رنگ پیدا کرلیا ہے جو عوام میں بہت زیادہ مقبول ثابت ہورہا ہے۔

ترکی ڈراما ترکی ڈراما بھی ترقی پذیر ہے لیکن چونکہ وہ فرانسیسی ڈراما کی طرز پر قائم کیا گیا ہے اسی لئے فرانسیسی راگ اور ناٹک کی لاتعداد تطبیقات اس کی راہ میں حائل ہورہی ہیں تاہم اچھے اچھے ایکٹر کافی تعداد میں مہیا ہوگئے ہیں اور مغربی ڈراموں کے تراجم بھی کافی تعداد میں ہوگئے ہیں اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ترکی ڈراما کا مستقبل کامیاب ہوگا۔

روس کا اثر ادبیات ملی کی تحریک مکمل ہونے سے پیشتر روس کا بالشویکی اثر بھی ترکی ادب میں نمایاں ہونے لگا ہے جس کا قائد ایک تیز نوجوان مارکس شاعر ناظم حکمت ہے جو کافی عرصہ تک روس میں قیام کرنے کے بعد ترکی واپس آیا ہے وہ "ادب مزدور" کی تخلیق میں کوشاں ہے اور اس نے اپنے حلقہ میں بہت سے نوجوان شعرا اور فسانہ نگار شامل کرلئے ہیں۔ جو سرمایہ داروں کے خرمنِ قلب پر بجلیاں گرارہے ہیں۔ مگر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس ملک میں جہاں صنعت و حرفت کے ذریعے ابھی تک سرمایہ دارانہ نظام مکمل نہیں ہوا ہے، یہ تحریک کہاں تک کامیاب ہوسکتی ہے۔ بہرحال ترکی ادب کا مستقبل نہایت شاندار اور امید افزا ہے اور توقع کی جاسکتی ہے کہ موجودہ جنگ کے بعد جب ایک نیا دور شروع ہوگا ترکی لٹریچر بین الاقوامی ادب پر اپنا زبردست اثر ڈالے گا۔